www.KitaboSunnat.com

پاسکتا تو آپ کس منہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ چلنے والے کو ایک نماز کے بدلے انچاس کروڑ نمازوں کا ثواب ملے گا؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تشہد میں سبابہ (انگشت شہادت) کو اٹھانے اور اس کے ساتھ اشارہ کرنے کے سنت ہونے پر تو علماء تقریباً متفق نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس موضوع میں مروی تقریباً تمام احادیث و آثار کم از کم اتنی بات ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں بیٹھتے تو اپنی انگلی شہادت کو اٹھاتے اور اس کے ساتھ اشارہ کیا کرتے تھے ——— بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دو انگلیوں کے ساتھ دعا (اشارہ) کرتے دیکھا تو فرمایا: احد احد
یعنی ایک ہی انگلی سے اشارہ کرو۔

گو یہ صیغہ امر وجوب کے لئے نہیں ہے لیکن اگر اسے

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِاَصْبَعِهِ ...... ، كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ ... ، اَشَارَ بِاَصْبَعِ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ

جیسے ہیشگی پر دلالت کرنے والے الفاظ کے ساتھ ملایا جائے تو اس سے استحباب مؤکد ضرور ثابت ہوتا ہے، اور اس کی تاکید مزید آپؐ نے ان الفاظ کے ساتھ فرمادی:

لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ

یعنی "یہ انگشت شہادت شیطان پر لوہے سے بھی سخت ہے"

رفع سبابہ کی یہ عظیم حکمت اور فضیلت بیان فرما کر آپؐ نے اپنی امت کو جہاں اس عمل کی طرف ترغیب دلائی اور شیطان کے انتہائی خطرناک حملوں سے بچنے کا ایک نسخہ کیمیا بھی تجویز فرمایا۔ تاہم اس میں اخلاص خشوع و خضوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل توجہ شرط ہے۔

محل رفع سبابہ میں اختلاف مذاہب

کم از کم اتنی بات پر تو اتفاق ہے کہ رفع سبابہ اور اس کے ساتھ اشارہ کرنا سنت نبویہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے --- لیکن اس کے محل و مقام میں علماء کا اختلاف ہے ------ کیا یہ "لا الہ الا اللہ" کے ساتھ خاص ہے' یا ابتدائے تشہد سے لے کر انتہائے تشہد تک انگلی کے اشارے اور اس کی حرکت کو جاری رکھنا چاہئے--- ؟

حنفیہ اور شافعیہ اس کی "لا الہ الا اللہ" کے ساتھ تخصیص کے قائل ہیں' دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ حنفیہ "لا الہ" کے ساتھ نفی کرتے ہوئے انگلی کو اٹھانے اور "الا اللہ" کے ساتھ اثبات کرتے ہوئے انگلی کو دبانے کے قائل ہیں۔ جبکہ شافعیہ کہتے ہیں کہ "الا اللہ" کہتے ہوئے صرف ایک مرتبہ انگلی اٹھائی اور پھر دبا لینی چاہیے۔

حنابلہ کے نزدیک یہ ہے کہ تشہد میں جہاں بھی لفظ جلالہ "اللہ" کا ذکر آئے' اشارہ کیا جائے۔

مالکیہ کا مذہب یہ ہے' کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تشہد تک دائیں بائیں انگلی کو حرکت دینی چاہیے۔

تخصیص بلا الہ الا اللہ کی دلیل اور اس کا مناقشہ

رفع سبابہ کی "لا الہ الا اللہ" یا لفظ جلالہ "اللہ" کے ساتھ تخصیص کی محض عقلی دلیل پیش کی جاتی ہے کہ جب انسان "لا الہ الا اللہ" کہتے ہوئے اپنی زبان سے اللہ جل شانہ کی توحید کا اقرار کرتا ہے تو مناسب ہے کہ وہ اپنے فعل سے بھی توحید الٰہی کی طرف اشارہ کرے' چنانچہ قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے یہ اشارہ بالسبابہ کرنا چاہئے' حنابلہ کہتے ہیں کہ جب اس اشارے سے مقصود توحید الٰہی کی طرف اشارہ کرنا ہے تو پھر جہاں بھی لفظ "اللہ" کا ذکر آئے وہاں یہ اشارہ کیا جائے تاکہ ظاہر ہو کہ اللہ ایک ہے۔

ہمارے علم کے مطابق اس تخصیص کے لئے فی الحقیقت کوئی واضح اور صریح نص نہیں ہے' --- ہاں مسند احمد اور سنن بیہقی کی ایک روایت سے استدلال کیا جاتا ہے جو کہ مرجوح اور ناقابل اعتبار ہے۔

الامیر الصنعانی (صاحب سبل السلام) کہتے ہیں۔

مَوضعُ الاِشَارَةِ عِنْدَ قَوْلِهِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" لِمَا رَوَاهُ البَيْهَقِيُّ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى الله

یعنی اشارہ بالسبابہ کا محل و مقام (تشہدین میں) **لا الہ الا اللہ** کہنے کے وقت ہے' یہی آپؐ کا فعل ہے' جیسے بیہقی نے روایت کیا ہے" (سبل السلام)

مولانا عبید اللہ مبارکپوری (صاحب مرعاۃ المفاتیح) اس کے رد میں کہتے ہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ترجمہ: "امام بیہقی وغیرہ نے جس چیز کو روایت کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نگشت شہادت کے ساتھ توحید کی طرف اشارہ کیا کرتے یا اس کے ساتھ توحید کا ارادہ کرتے یا اس کے ساتھ اپنے رب کی توحید بیان کرتے' اس میں جس طرح کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ لا لہ الا اللہ کہتے وقت اشارہ کرنے کی صراحت ہے نہ اس سے ابتدائے جلوس سے اشارہ کرنے کی نفی ہے' صحابی کا اس سے مقصود اشارہ کرنے کی حکمت بیان کرنا ہے نہ کہ محل اشارہ اور اس کے وقت کا بیان"

(مرعاۃ المفاتیح 662/1)

ترجیح:

کسی بھی مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال کا موازنہ کرتے ہوئے ترجیح اس قول کو دینی چاہئے جو اقرب الی النصوص ہو نہ کہ اسے جو اقرب الی العقل والرای ہو' چنانچہ زیر بحث مسئلہ میں جو بات نصوص صحیحہ سے مستنبط ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نمازی ابتداء تشہد سے انتہائے تشہد تک

1- دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں (خنصر' بنصر' وسطی) دبائے رکھے۔
2- اپنے انگوٹھے کو یا تو سبابہ کی جڑ سے ملا لے یا درمیانی انگلی پر رکھ کر گول دائرہ بنا لے۔
3- اور پھر سبابہ کے ساتھ اشارہ اور اس کی حرکت کو جاری رکھے۔

جن نصوص سے یہ بات ماخوذ ہے وہ درج ذیل ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى رُكْبَتِهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا

(رواهما مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ان دونوں روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں بیٹھتے ہی اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتے' پھر (دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے) ترپن (۵۳) کی گرہ باندھتے ـــــ (یعنی تین انگلیوں کو دبا کر سبابہ کو کھلا چھوڑ دیتے اور انگوٹھے کو سبابہ کی جڑ سے ملا لیتے) ـــــ پھر انگشت شہادت کو اٹھاتے' اس کے ساتھ اشارہ کرتے اور تشہد پڑھتے ـــ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی "اور بائیں ہاتھ کو اپنے (بائیں) گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے" ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ کی یہ کیفیت نہ تھی اور اسے آپ پھیلا کر نہیں رکھتے تھے۔

یہ دو روایات جن میں قبض اصابع (انگلیوں کو دبانے) کا ذکر نہیں ہے' وائل بن حجر اور ابن عمر سے مروی ان روایات پر محمول ہیں جن میں قبض اصابع کا ذکر موجود ہے' کیونکہ یہ روایات مطلق ہیں جبکہ وائل اور ابن عمر کی دیگر روایات مقید ہیں اور مطلق کو مقید پر محمول کرنے کا اصول مسلم ہے۔

"کان اذا قعد" اور "کان اذا جلس" کے الفاظ واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ

1- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جونہی تشہد میں بیٹھتے' اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیتے اور (دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں دبانے کے بعد) انگلی شہادت کے ساتھ اشارہ و دعا کرتے۔

2- پھر جس طرح بائیں گھٹنے پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت آخر تشہد تک جاری رہتی اسی طرح یہ اشارہ بھی جاری رہتا۔

محدث العصر شیخ البانی' ابن عمر کی پہلی روایت کے تحت کہتے ہیں: والظاهر من الحديث أن الإشارة والرفع عقب الجلوس یعنی "حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگلی کو اٹھانا اور اس کے ساتھ اشارہ کرنا جلوس کے فوراً بعد ہے" اور ابن عمر ہی کی دوسری روایت کے تحت کہتے ہیں "وفيه اشارة الى استمرار الرفع الى اخر التشهد قبل السلام حيث الدعا" یعنی "اس میں سلام سے پہلے آخر تشہد دعا تک استمرار رفع سبابہ کی طرف اشارہ ہے" پھر کہتے ہیں کہ "بل ظاهر الحديث ـــ استمرار تحريكها الى السلام" یعنی "ظاہر حدیث سلام تک تحریک سبابہ پر دلالت کرتا ہے"

(تحقیق مشکاۃ المصابیح 285/1)

3- وائل بن حجر سے مروی ایک حدیث میں آتا ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (تشہد کے لئے) بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھایا' اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر اور اپنی دائیں کہنی کا کنارہ دائیں ران پہ رکھا (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دایاں بازو ران سے اوپر اٹھا کر نہیں رکھنا چاہئے) ـــ پھر دو انگلیوں کو دبالیا' گول دائرہ بنایا اور اپنی انگلی ـ سبابہ کو اٹھایا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اسے حرکت دے رہے تھے اور اس کے ساتھ تشہد پڑھ رہے تھے"

(ابو داؤد' نسائی اور داری ۔ سند صحیح)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے الفاظ "فرایتہ یحرکھا یدعو بھا" اشارہ اور تحریک سبابہ کے استمرار پر واضح طور سے دلالت کرتے ہیں۔

شیخ البانی کہتے ہیں " یُفِیْدُ اِسْتِمْرَارَ التَّحْرِیْكِ وَعَلَیْہِ الْمَالِکِیَّۃُ وَھُوَالْحَقُّ " یعنی "یہ حدیث استمرار تحریک کا فائدہ دیتی ہے، یہی مذہب مالکیہ ہے اور یہی حق ہے"

4۔ عبداللہ بن الزبیر سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ یَدْعُوْا وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَیَدَہُ الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُسْرٰی وَاَشَارَ بِاِصْبَعِہِ السَّبَابَۃِ وَوَضَعَ اِبْھَامَہُ عَلٰی اِصْبَعِہِ الْوُسْطٰی وَیُلْقِمُ کَفَّہُ الْیُسْرٰی رُکْبَتَہُ

یعنی "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جونہی تشہد کے لئے بیٹھتے اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیتے، (تین انگلیاں دبانے کے بعد) اپنی انگلی شہادت کے ساتھ اشارہ کرتے، اپنے انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھ لیتے اور اپنی بائیں ہتھیلی سے بائیں گھٹنے کو لقمہ بنا لیتے"

یہ حدیث بھی اپنے اندر واضح دلالت رکھتی ہے کہ اشارہ اول قعود سے تھا نہ کہ "لا الہ الا اللہ" کہنے کے وقت۔

صاحب مرعاۃ المفاتیح کہتے ہیں ظَاھِرُ الْاَحَادِیْثِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْاِشَارَۃَ مِنْ اِبْتِدَاءِ الْجُلُوْسِ، لَمْ اَرَ حَدِیْثًا صَحِیْحًا یَدُلُّ عَلٰی کَوْنِ الْاِشَارَۃِ عِنْدَ قَوْلِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَاصَّۃً

یعنی "ظاہر احادیث اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ اشارہ ابتدائے جلوس سے ہو گا، اور میں نے ایسی کوئی صحیح حدیث نہیں دیکھی ہے جو اس بات پہ دلالت کرے کہ اشارہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ خاص ہے"

پھر کہتے ہیں فَالرَّاجِحُ عِنْدَنَا اَنْ یَعْقِدَ مِنْ اَوَّلِ الْقُعُوْدِ مُشِیْرًا بِالْمُسَبِّحَۃِ مُسْتَمِرًّا عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰی یُسَلِّمَ یعنی "ہمارے نزدیک راجح یہ ہے کہ ابتدائے جلوس سے (53) کی گرہ باندھی جائے، سبابہ کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اس پر مستمر رہتے ہوئے تاآنکہ وہ سلام پھیر لے"

ایک اشکال اور اس کا جواب

بعض علماء (جن میں شیخ ملا علی قاری بھی شامل ہیں) کہتے ہیں کہ وائل بن حجر کی حدیث جس میں "فرایتہ یحرکھا یدعو بھا" کے الفاظ ہیں، معارض ہے عبد اللہ بن الزبیر سے مروی ایک حدیث کے۔ جس میں آتا ہے كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ اِذَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا   یعنی "آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد پڑھتے تو اپنی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے (ابو داؤد، نسائی)

شیخ البانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث گو حسن درجے کی ہے لیکن یہ معارضہ دو وجوہات کی بناء پر مرجوح ہے۔

1۔ وائل کی حدیث ابن الزبیر کی حدیث کی نسبت اصح ہے (اور دو بظاہر متعارض احادیث کے درمیان جب تطبیق ناممکن ہو تو ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتے وقت ترجیحی قرائن کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ ان قرائن میں سے یہ بھی ایک قرینہ ہے کہ ایک حدیث اصح ہو بنسبت دوسری کے تو اصح کو ترجیح دے دی جاتی ہے)

2۔ وائل کی حدیث مثبت اور ابن الزبیر کی حدیث نافی ہے، اور مثبت کو نافی پر مقدم کرنے کا اصول مسلم ہے۔ نیز اس کے الفاظ ولا یحرکھا شاذ یا منکر ہیں کیونکہ محمد بن عجلان نے بعض روایات میں اس لفظ کو ذکر کیا ہے اور بعض میں نہیں، اور جس راوی نے اس کی متابعت کی ہے وہ بھی اس لفظ کے عدم ذکر میں متابع ہے،

لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ یہ حدیث ابن الزبیر وائل کی حدیث کے معارض نہیں ہو سکتی"

واللہ اعلم

مزید تفصیلات کے لئے:

نیل الاوطار (2 / 283) فقہ السنہ سید سابق (170/1)

زاد المعاد (255/1) تحقیق البانی للمشکاۃ (285/1)

مرعاۃ المفاتیح (672-661/1)

۱۔ سنن الترمذی ـــــ حسن صحیح غریب، النسائیؒ، حاکمؒ اور ذھبیؒ نے اسے صحیح اور شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

۲۔ مسند احمد ـــ شیخ البانی اسے حسن کہتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ